عہدِ رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فقہی تربیت

اور عہدِ تابعینؒ میں اُس کے نتائج وثمرات (ساتویں قسط)

مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ائمۂ فن سے حدیث وآثار کا سماع

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث وآثار کا سماع ائمۂ فن سے کیا ہے اور اس کے لیے سفر کیے، چنانچہ مورخ شمس الدین الذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''عنی بطلب الآثار وارتحل فی ذلک۔''(۱)

''موصوف نے حدیث وآثار کی طلب وجستجو میں توجہ کی اور اس کے لیے سفر کیے۔''

ائمہ حدیث سے روایت......وسیلۂ تقرب

ائمہ حدیث کی سندیں عالی ہوتی ہیں، ان سے روایت کرنا رسول اللہ ﷺ سے تقرب حاصل کرنا ہے اور رسول اللہ ﷺ سے تقرب اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے، حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حسب ذیل حدیث نقل کرتے ہیں:

''حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب حدثنا الحسن بن علی بن عفّان العامری ثنا عبداللّٰہ بن نمير عن الأعمش عن عبداللّٰہ بن مرّة عن مسروق عن عبداللّٰہ بن عمرو قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم أربع من كن فيه كان منافقًا خالصًا ومن كانت فيه خصلة منهن كان فيه خصلة من النفاق حتٰی يدعها، إذاحدث كذب، و إذاعاهد غدر، و إذا وعد أخلف و إذاخاصم فجر۔''(۲)

''ابوالعباس محمد بن یعقوب نے بیان کیا (ان سے) حسن بن علی بن عفّان عامری نے بیان کیا (ان سے) عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا (ان سے) اعمش نے اور اعمش نے عبداللہ بن مرہ سے (اس نے) مسروق سے اس نے عبداللہ بن عمرو سے بیان کیا کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ: چار عادتیں جس میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے

کوئی ایک خصلت پائی جائے اس میں نفاق کی ایک عادت پائی گئی، یہاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ دے، جب کوئی بات بیان کرے جھوٹ بولے اور جب کوئی معاہدہ کرے اس کا پاس نہ رکھے، جب وعدہ کرے اس کے خلاف کرے، جب جھگڑا کرے تو گالی بکے۔''

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد حسب ذیل اصول بیان کیا ہے:

''فإنّ الغرض فیه القرب من سلیمان بن مهران الأعمش فإن الحدیث له وهو إمام من ائمة الحدیث و کذلک کل إسناد یقرب من الإمام المذکور فیه، فإنه إذاصحّحه الروایة إلیٰ ذالک الإمام بالعدد الیسیر فإنه عال۔''(۳)

''مذکورۂ بالا حدیث میں مقصد سلیمان بن مہران اعمش سے قرب ظاہر کرنا ہے بلاشبہ یہ ان کی سند سے مروی ہے اور وہ ائمہ حدیث میں سے ایک امام ہے، اور اسی طرح ہر وہ سند جس میں امام موصوف سے قرب میسر ہو، پس اگر اس روایت کی صحت اس امام کی طرف معدودے چند راویوں سے ہو تو وہ سند عالی ہے۔''

اس اصول کی روشنی میں یہ کہنا بجا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام فن بھی ہیں اور مقبول امام مجتہد ہیں، ان کی سندیں عالی بھی ہیں اور تقرب الٰہی کا ذریعہ بھی ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ائمہ حدیث سے راست روایتیں

علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۲۳۴ھ کا بیان ہے کہ: میں نے (صحیح حدیثوں کی) سندیں دیکھیں تو وہ چھ ائمہ حدیث ہیں۔(۴)

۱:......اہل مدینہ میں محمد بن مسلم بن شہاب الزہری رحمۃ اللہ علیہ (۵۸-۱۲۴ھ/ ۶۷۸-۷۴۲ء)

۲:......اہل مکہ میں عمرو بن دینار المکی رحمۃ اللہ علیہ (۴۶-۱۲۶/۶۶۶-۷۴۳ء)

۳:......اہل بصرہ میں قتادہ بن دعامہ البصری رحمۃ اللہ علیہ (۶۱-۱۱۸/۶۸۰-۷۳۶ء)

۴:......اہل یمن میں یحییٰ بن ابی کثیر الیمانی رحمۃ اللہ علیہ (۰۰-۱۲۹/۰۰۰-۷۴۷ء)

۵:......اہل کوفہ میں ابواسحاق السبیعی الہمدانی الکوفی رحمۃ اللہ علیہ (۳۳-۱۲۷/۶۵۳-۷۴۵ء)

۶:......سلیمان بن مہران اعمش کوفی رحمۃ اللہ علیہ (۶۱-۱۴۸/۶۸۱-۷۶۵ء)

ان مذکورہ بالا ائمہ حدیث کی اسانید سے بکثرت روایتیں صحاح ستہ میں منقول ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یحییٰ بن ابی کثیر الیمانی کے علاوہ تمام مذکورہ بالا ائمہ فن سے راست روایت کرتے ہیں، چنانچہ مورخ اسلام شمس الدین الذہبی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۴۸ھ نے سیر اعلام النبلاء میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے(۵) میں عمرو بن دینار، قتادہ، ابواسحاق السّبیعی، محمد بن مسلم بن شہاب زہری کے ناموں کی تصریح کی ہے اور حضرت اعمش کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے(۶) میں موصوف سے روایت کا ذکر کیا ہے۔

www.banuri.edu.pk

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ طبقۂ رابعہ کے نامور حفاّظ حدیث میں

علامہ شمس الدین الذہبی رحمۃ اللہ علیہ جن کے متعلق حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ: ذہبیؒ فن رجال میں اربابِ استقرائے کامل میں سے ہیں۔ (۷) موصوف نے ''کتاب المعین فی طبقات المحدثین'' کے طبقۂ چہارم کے نامور محدثین میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا ہے، جن کی علمی وتدریسی خدمات کا چرچا مشرق ومغرب ہرطرف پھیلا ہوا ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ائمہ فن نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا شماران نامورحفاظ حدیث میں کیا ہے جن کی علمی وتدریسی خدمات کا اسلامی قلمرو کے مشرق ومغرب میں چرچا رہا ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا کتاب کے مقدمے میں رقم طراز ہیں کہ:

''یہ مقدمہ احادیث وآثار نبویہ بیان کرنے والے نامور محدثین کرام کے ناموں کے بیان میں ہے، تاکہ دانشمند طلبہ کو بصیرت حاصل ہو اور صاحب افادہ محدث کو وہ باتیں یاد دلاتا ہے جن سے جاہل رہنا طلبہ کے لیے معیوب ہوتا ہے۔ یہ بڑے محدثین کے کامل ترین تذکرہ کی کتاب نہیں ہے، بلکہ ان محدثین کی نشاندہی کا مرقعہ ہے جن کا ذکر اطراف عالم میں ہر زمانہ میں ہر جگہ پھیلا ہوا ہے۔'' (۸)

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المعین کی ترتیب یہ رکھی ہے: پہلا طبقہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے، پھر اکابر تابعینؒ کا ہے، پھر ائمہ تابعینؒ حسن بصریؒ، مجاہدؒ، پھر تابعین کا تیسرا طبقہ زہریؒ وقتادہؒ کا ہے، چوتھا طبقہ امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قائم کیا ہے۔ اس سے مورخ اسلام علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں مشاہیر محدثین میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا وہی مقام ہے جو شیخ الاسلام حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فقہائے امصار سے استفادہ

اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ائمہ اربعہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ انہوں نے اس زمانے کی اسلامی دنیا اور اس کے علمی مرکز کے بہت سے فقیہانِ امصار سے استفادہ کیا، لیکن یہاں پر چند فقہائے امصار کے تذکرے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۱:......مفتیٔ مکہ عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ (۲۷-۱۱۴ھ/ ۶۴۷-۷۲۲ء)

یہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے نامور شاگرد اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے استاد ہیں۔ (۹)

ان کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: عہد تابعین میں حضرت عطاؒ اور حسن بصریؒ سے زیادہ فتوے دینے والا کوئی نہ تھا، اور مزید یہ کہ حرم مکہ کے مفتی حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ تھے، اور بصرہ میں مفتی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ (۱۰)

۲:......مکحول شامی (۰۰۰-۱۱۲ھ/ ۰۰۰-۷۳۰ء)

مکحول رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ''طفت الأرض كلها فی طلب العلم ''۔ ''میں نے علم کی طلب و

جستجو میں اسلامی قلمرو کے اکثر شہروں کا سفر کیا۔‘‘

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ’’العلماء أربعة سعید بن المسیبؒ بالمدینة والشعبیؒ بالکوفة والحسنؒ بالبصرة ومکحولؒ فی الشام۔‘‘(۱۱) .... ’’علما چار ہیں، مدینہ میں سعید بن المسیبؒ، کوفہ میں شعبیؒ، بصرہ میں حسنؒ اور شام میں مکحولؒ۔‘‘

سعید بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۶۷ھ فرماتے تھے: ’’مکحول أفقه أهل الشام۔‘‘(۱۲) .... ’’مکحولؒ اہل شام میں سب سے زیادہ فقیہ تھے۔‘‘

۳:...... یزید بن حبیب مصری (۵۳-۱۳۵ھ/ ۶۷۲-۷۴۵ء)

مورخِ مصر ابوسعید بن یونس رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: ’’موصوف اپنے زمانے میں مصریوں کے مفتی تھے اور یہ پہلے عالم ہیں جنہوں نے سرزمین مصر میں حدیث کو پھیلایا اور حلال وحرام میں بحث کی، مسائل بیان کیے، چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اہل مصر کا اس سے پہلے موضوعِ سخن فتن، جنگ و جہاد کی داستانیں اور خیر کے کاموں میں شوق ورغبت تھا۔‘‘(۱۳)

۴:...... عامر بن شرحبیل الشعبی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹-۱۰۳ھ/ ۶۴۰-۷۲۱ء)

یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے شیوخ میں سے ہیں۔(۱۴) شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: ’’أدرکت خمس مائة من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔‘‘(۱۵) ’’میں نے پانچ سو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا اور ان سے ملاقات کی ہے۔‘‘

مکحول رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ’’ما رأیت أحدًا أعلم من الشعبی۔‘‘(۱۶) ..... ’’میں نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر عالم نہیں دیکھا۔‘‘

ابومجلز رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ’’ما رأیت أفقه من الشعبیؒ لا سعید بن المسیبؒ ولا طاؤسؒ ولا عطاءؒ ولا الحسنؒ ولا ابن سیرینؒ فقد رأیت کلهم۔‘‘(۱۷) ...... ’’میں نے شعبیؒ سے بڑھ کر فقیہ نہیں دیکھا۔ نہ سعید بن مسیّبؒ اور نہ طاؤسؒ اور نہ حسنؒ اور نہ ابن سیرین کوئی، ان کا ہمسر نہ تھا، میں نے ان سب کو دیکھا ہے۔‘‘

لوگوں میں تین علما تھے: ۱:...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے زمانے میں، ۲:...... شعبی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں، ۳:...... سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں۔(۱۸)

ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ’’شعبیؒ کے پاس آثار کا علم تھا اور ابراہیمؒ کے پاس قیاس تھا۔‘‘(۱۹)

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ’’قدمت الکوفة و للشعبیؒ حلقة عظمة والصحابةؓ کثیر۔‘‘(۲۰) ’’میں کوفے گیا تو شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا حلقۂ درس بہت بڑا تھا۔ اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک کثیر تعداد بیٹھی ہوئی ہوتی تھی۔‘‘

۵:......ابوعبدالرحمٰن طاؤس بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ (۳۳-۱۰۶ھ/۶۵۳-۷۲۴ء)

موصوف نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے حدیثیں سنی تھیں، مورخ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''**سمع من زید بن ثابتؓ، و عائشةؓ، وأبی هريرةؓ، و زيد بن أرقمؓ، وابن عباسؓ لازم ابن عباسؓ مدةً وهو معدود فی كبراء أصحابه۔**''(۲۱) ....''موصوف نے زید بن ثابتؓ، عائشہؓ، ابوہریرہؓ، زید بن ارقمؓ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے حدیثوں کا سماع کیا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی صحبت میں ایک مدت تک رہے ہیں، موصوف کا شمار ابن عباس رضی اللہ عنہ کے کبار تلامذہ میں کیا جاتا ہے۔'' طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا بیان ہے کہ: ''میں نے پچاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی ہے۔''(۲۲)

حبیب بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ: ''میرے پاس پانچ ایسی شخصیات یکجا ہوئی ہیں کہ ان جیسی شخصیات کسی کے پاس جمع نہیں تھیں: ۱:......عطاؒ، ۲:......طاؤسؒ، ۳:......مجاہدؒ، ۴:......سعید بن جبیرؒ، ۵:......عکرمہؒ۔''(۲۳)

مذکورہ بالا پانچ میں سے حضرت عطاؒ اور حضرت طاؤسؒ سے راست استفادے کا فخر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھا۔ مورخ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: ''**طاؤس كان شيخ أهل اليمن و بركتهم و مفتيهم، لهٗ جلالة عظيمة۔**''(۲۴) ....''موصوف اہل یمن کے شیخ ہیں، ان کا وجود ان کے لیے باعث برکت ہے اور یہ ان کے مفتی تھے، ان کی علمی شان وعظمت (اہل یمن کے یہاں) بڑی تھی۔''

ان (فقہائے امصار) کی احادیث وفقہی آرا بعض کتاب الآثار میں اور بعض مسانید میں منقول ہیں۔ اس سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا علم کوفہ ہی کے ساتھ مخصوص نہیں تھا، بلکہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بلاد اسلامی کے علمی مرکزوں کے نامور حفاظ اور مشہور فقہائے امصار کے علوم کی جامع تھی۔

اس زمانے میں دینی قیادت وسیادت انہی فقہا ومحدثین کو حاصل تھی جو بڑھ چڑھ کر دین کی خدمت میں مشغول رہتے تھے، مجتہدین ائمہ اربعہ میں یہ سعادت وقبولیت بلاشبہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہے، **ذلک فضل اللہ یوتیه من یشاء۔**

یاد رکھئے! حرمین، مکہ، مدینہ، عراقین: کوفہ وبصرہ، مصر وشام اور یمن یہی مرکزی شہر تھے، جہاں پہلی اور دوسری صدی ہجری میں فقہ وحدیث کا بازار گرم تھا اور معمول بہا سنت کا ذخیرہ جن سے احکام کا استخراج واستنباط کیا جا سکتا تھا، انہی فقہا ومحدثین کے پاس موجود ومحفوظ تھا۔ اس سے یہ حقیقت بھی عیاں ہو جاتی ہے کہ دوسری صدی کے آخر میں جن ائمہ تابعین کے پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا علم محفوظ تھا، اس کا جامع فقہ حنفی ہے۔

www.banuri.edu.pk

مجتہدین ومکثرین صحابہ رضی اللہ عنہم کے علوم وروایات کا جامع امام

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو کثرت سے روایت کرنے والے حفاظِ حدیث اور مجتہدین صحابہ رضی اللہ عنہم کا علم ان کے نامور تلامذہ سے حاصل کرنے کی سعادت حاصل ہے، چنانچہ مورخ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۴۶۳ھ نے اپنی سند سے ربیع بن انسؒ کا بیان نقل کیا ہے کہ:

''ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابوجعفر منصور عباسی (۹۵-۱۵۸ھ/۷۱۴-۷۷۵ء) کے پاس آئے، وہاں اس کا وزیر عیسیٰ بن موسیٰ بیٹھا تھا، اس نے خلیفہ سے کہا کہ امام موصوف اس وقت دنیا کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ منصور نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: تم نے کن سے علم حاصل کیا؟ فرمایا: میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے واسطے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے واسطے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے واسطے سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے زمانے میں روئے زمین پر ان سے بڑھ کر کوئی عالم نہ تھا، یہ سن کر اس نے کہا تم (ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) نے خود کو خوب پختہ عالم بنایا۔''(۲۵)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا بیان سے علوم میں وسعت وتنوع اور جامعیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ ائمہ اربعہ میں مجتہدین صحابہ رضی اللہ عنہم اور کثرت سے حدیثیں روایت کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کے علوم کے جامع تھے اور ان کے پاس احادیث وآثار کا سرمایہ دوسرے ائمہ کی نسبت زیادہ وسیع تھا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بعض اسانید زمرۂ اصح الاسانید میں

۱:......ابوحنیفہؒ عن عطاء بن أبي رباح عن ابن عباسؓ۔

۲:......ابوحنیفہؒ عن نافع عن ابن عمرؓ .... کو زمرۂ اصح الاسانید میں شمار کیا گیا ہے۔ جس طرح مالک عن نافع عن ابن عمرؓ صحیح ترین سند ہے، یہی حکم ابوحنیفہؒ عن ابن عمرؓ کا ہونا چاہیے۔ (۲۶)

۳:......اہل عراق کی عظیم ترین اور صحیح ترین سند سفیان عن منصور عن ابراہیم عن علقمۃ عن عبداللہؓ ہے۔ ....یہی حکم ابوحنیفہؒ عن منصور عن ابراہیم عن علقمۃ عن عبداللہؓ کا ہونا چاہیے۔ (۲۷)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عالی صفت سے آراستگی

ائمہ اربعہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں اسانید میں دوسرے ائمہ کی بہ نسبت واسطے کم پائے جاتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ موصوف تابعی ہیں، ان کی حدیثیں ثنائی یعنی بعض بہ دو واسطہ اور بعض وحدان بہ یک واسطہ مروی ہیں۔ دیگر ائمہ جیسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہ وہ تبع تابعی ہیں، ان کے یہاں سند میں واسطے بڑھ جاتے ہیں اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ بھی تبع تابعی ہیں، ان کے یہاں بھی

واسطے زیادہ پائے جاتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں وحدان پائی جاتی ہیں، ان کے معاصرین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں وحدان (بہ یک واسطہ روایت) نہیں پائی جاتی۔

ائمۂ فن کا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے احکام ونظریات سے اعتناء

اصولِ حدیث کی کتابوں میں ائمۂ فن قدما ومتاخرین کا اپنی تصانیف میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نظریات وآثار سے اعتناء وبحث کرنا اس امر کا نہایت بین ثبوت ہے کہ اصول حدیث کی کتابوں میں موصوف کے نظریات کو نہایت بلند مقام حاصل ہے۔

یہ امر واقعہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بلند پایہ حفاظِ حدیث میں کیا جاتا ہے۔ ''تذکرۃ الحفاظ'' کے موضوع پر کم وبیش ہر کتاب میں موصوف کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس باب میں ان کی ثقاہت بھی مسلم ہے، چنانچہ حافظ احمد بن عبد اللہ العجلیؒ (۱۸۲-۲۶۱ھ) نے تاریخ ثقات میں موصوف کا تذکرہ کیا ہے۔ (۲۸) جو اُن کی ثقاہت کی دلیل ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱:......سیر اعلام النبلاء، ج:۶، ص:۳۹۲۔
۲:......معرفۃ علوم الحدیث، ص:۱۱۔
۳:......ایضاً۔
۴:......مقدمہ الجرح والتعدیل، ج:۱، ص:۵۹-۶۰، المحدث الفاصل، ص:۶۱۴۔
۵:......سیر اعلام النبلاء، ج۶، ص ۲۹۶۔
۶:......ایضاً، ص:۲۲۷۔
۷:......شرح نخبۃ الفکر، الرحیم اکیڈمی، کراچی، ص۱۱۲۔
۸:......کتاب المعین فی طبقات المحدثین، عمان، دار الفرقان، ۱۹۸۴ء، ص ۵۱و۱۷۔
۹:......سیر اعلام النبلاء، ج:۶، ص:۳۹۱۔
۱۰:......مقدمہ ابن الصلاح، ص ۵۱۷۔
۱۱:......سیر اعلام النبلا، ج ۵، ص ۱۵۸۔
۱۲:......ایضاً
۱۳:......ایضاً، ج ۶، ص ۳۲۔
۱۴:......تذکرۃ الحفاظ، ۱/ ۷۹۔
۱۵:......سیر اعلام النبلاء، ج:۴، ص:۲۹۸۔
۱۶:......ایضاً۔
۱۷:......ایضاً، ۴/ ۲۹۹۔
۱۸:......ایضاً، ۴/ ۳۰۰۔
۱۹:......تذکرۃ الحفاظ، ۱/ ۸۲۔
۲۰:......سیر اعلام النبلاء، ۴/ ۳۰۲۔
۲۱:......ایضاً، ۵/ ۳۹۔
۲۲:......ایضاً، ۵/ ۴۳۔
۲۳:......ایضاً۔
۲۴:......تذکرۃ الحفاظ، ۱/ ۹۰۔
۲۵:......تاریخ بغداد، ج:۱۳، ص:۳۲۴۔
۲۶:......مکانۃ الامام ابی حنیفۃؒ فی الحدیث، محمد عبد الرشید النعمانی، دار البشائر الاسلامیہ، ۱۴۱۵ھ، ص:۸۲-۸۳۔
۲۷:......سیر اعلام النبلاء، ج:۷، ص ۲۳۶، معرفۃ علوم الحدیث، ص:۵۵۔
۲۸:......تاریخ الثقات للعجلی، ص ۴۵۰، (۱۶۹۴)

(جاری ہے)

www.banuri.edu.pk